QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

مستدلّاتِ بیوع پر اَسبابِ وُرودِ حدیث کے اثرات کا تحقیقی واطلاقی جائزہ

A Research and Applied Evaluation of the Impact of the Reasons for the Revelation of Hadith on Commercial Inferences

Ghulam Yaseen
PhD Scholar Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Universty, Multan Punjab Pakistan.
Email: yaseen7550975@gmail.com
Prof. Dr. Abdul Qadir Buzdar
Director Seerat Chair, Bahauddin Zakariya Universty, Multan Punjab Pakistan.
Email: drbuzdar786@gmail.com

Islamic Sharia encourages and commands individuals to perform certain actions in their practical lives while prohibiting others. After the Quran, the primary source of these commands and prohibitions in Sharia is the Prophetic Hadith. Since most Hadiths were revealed due to specific reasons, it is considered essential by Hadith scholars and jurists to take into account the reasons for the revelation of Hadith when deriving legal inferences. This is because a detailed understanding of whether rulings are absolute or conditional, general or specific, temporary or permanent can only be achieved by considering the reasons for their revelation. Therefore, scholars of jurisprudence have always considered the reasons for the revelation when deriving legal rulings from Hadith. Consequently, a significant portion of the jurisprudential evidence relies on these reasons. Furthermore, by considering the reasons for the revelation, many contemporary issues can also be resolved more easily.

This study examines how the reasons for Hadith revelation influence the understanding of legal rulings, particularly in the context of commercial transactions. The research explores the application of these principles to contemporary commercial issues, highlighting the practical relevance of these causes in modern contexts.

Keywords: Asbab al-Worood, Fiqh, Hadith, Commerce, Islamic Jurisprudence, Buyu', Legal Rulings.

DOAJ
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

حدیث کے سببِ ورود سے مراد وہ پس منظر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد فرمانے کی وجہ یا علت بنا ہو ، یا آپ ﷺ کا فرمان کسی صحابی نے کسی پس منظر کے تحت بیان کیا ہو۔ جیسا کہ علامہ ابن حمزہ حسینی دمشقی سبب ورود حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **السبب الَّذِي لاجله قال رسول اللهﷺ اولا او ذكر الصحابی فیما بعد مقالة النبیﷺ به اولا** 1 "وہ سبب جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اولا کوئی بات ارشاد فرمائی، یا صحابی نے نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد اولاً اس کو جس وجہ سے ذکر کیا ہو" ذخیرہ حدیث میں متعدد ایسی احادیث موجود ہیں جن میں احادیث کے ساتھ ان کا سبب ورود بھی موجود ہے۔ فقہاء فقہی مسئلہ کے استنباط واستدلال میں جس طرح حدیث کو مد نظر رکھتے اسی طرح اس کے سبب ورود کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ کیونکہ اسباب ورود سے ہی متدل حکم کی صحیح نوعیت متعین ہوتی ہے کہ یہ حکم عام ہے یا خاص وقتی ہے یا دائمی وغیرہ۔ ذیل میں ذخیرہ احادیث میں سے صرف بیوع کی مختلف احادیث کا ان کے اسباب ورود کے ساتھ تجزیاتی مطالعہ اور عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حدیث نمبر1:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا۔"(2) بیشک جس چیز کا پینا حرام کیا گیا ہے اس کی بیع بھی حرام کر دی گئی ہے۔

حدیث کا سببِ ورود:

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انگور کے شیرے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مکمل حدیث مبارکہ اس طرح بیان فرمائی۔ "ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شراب کی ایک مشک ہدیہ کی، تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس شخص نے کسی سے سرگوشی کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس سے سرگوشی میں کیا بات کی؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اسے اس کو فروخت کرنے کی بات کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ "إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا" جس کو پینا حرام قرار دے دیا گیا ہے تو اس کی بیع بھی حرام کر دی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اس آدمی نے اپنے مشکیزہ کو کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اس کو بہا دیا"۔(3)

فقہی متدل پر سببِ ورود کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:

چونکہ حدیث کے حکم میں عموم ہے اس وجہ سے جب پینے والی حرام اشیاء کی بیع حرام ہے تو کھانے والی حرام اشیاء بھی اس حکم کے تابع ہوں گی۔ چنانچہ اس حدیث کے تحت اکمال المعلم بفوائد المسلم میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

1-Ibrāhīm ibn Muḥammad al-Ḥusaynī ad-Dimashqī, Al-Bayān wa at-Taʿrīf fī Asbāb Wurūd al-Ḥadīth ash-Sharīf (Ḥalab: Maṭbaʿah al-Bahāʾ, 1329 AH), 3/1.

2- Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Masāqāt wa al-Muzāraʿah, Ḥadīth No. 4044 (Riyāḍ: Dār as-Salām li an-Nashr wa at-Tawzīʿ, 1421 AH / 2000 AD), 689.

3- Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Masāqāt wa al-Muzāraʿah, Ḥadīth No. 4044, 689.

"اس میں اس بات کے لیے حجت موجود ہے کہ جس چیز سے منفعت مقصود ہو وہ حرمت کے حکم میں اس کے تابع ہے"۔(4)
یعنی یہ حکم صرف پینے کی چیزوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ان تمام چیزوں کے لیے ہے جن میں کھانے یا پینے کی منفعت موجود ہو۔ اور اس کا کھانا پینا حرام کر دیا گیا ہو۔ لیکن ہر وہ چیز کہ جس کا کھانا پینا حرام ہے وہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے مراد صرف وہ چیزیں ہیں جن کی منفعت صرف اور صرف کھانا پینا ہی ہو۔ وہ چیزیں کہ جن کی منفعت کھانے پینے کے علاوہ بھی ہو اگر چہ ان کا کھانا پینا حرام ہو ان کی بیع حرام نہیں ہو گی۔ کیونکہ کوئی بھی چیز تب حرام قرار دی جاتی ہے جب اس کی منفعت باقی نہ رہے یا مضرت شامل ہو جائے۔ چنانچہ قاضی عیاض وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"**فلما حرم حرم الانتفاع بها جملة و ما لا منفعة فيه لا يجوز بيعه**" (5)
پس جب اسے حرام کر دیا گیا تو اس سے تمام منافع بھی حرام ہو گئے، اور جس میں منفعت باقی نہ رہے تو اس کی بیع جائز نہیں رہتی۔
شراب کی منفعت کیونکہ صرف اکل و شرب کے ہی متعلقہ تھی اور وہ تمام ممنوع کر دی گئی۔ اب جب اسکی منفعت باقی نہیں رہی تو اس کی بیع کی اجازت بھی ختم ہو گئی۔ جب کہ وہ چیزیں کہ جن کی منفعت کسی اور حوالہ سے موجود ہو تو ان کی بیع جائز ہے۔ وہ اس کے بر خلاف ہیں جیسا کہ محمد بن علی الولوی لکھتے ہیں:
"اگر اس شراب میں جائز منافع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ضرور اسے بیان کر دیتے (اور اس جائز منفعت کی خاطر اس کی بیع بھی جائز کر دیتے) جیسا کہ آپ ﷺ نے مردار بکری کے بارے فرمایا تھا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتار لی تھی؟"(6)
قاضی صاحب اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"اور اسے اس پر محمول کیا جائے گا جو ہم نے بیان کیا ہے کہ جس سے اکل و شرب کی منفعت کو حاصل کرنا مقصود ہو، بر خلاف اس کے کہ جس سے اس کے علاوہ کوئی اور منفعت مقصود ہو جیسے حیوانات اور پرندے وغیرہ کہ جن کی حرمت کا اعتقاد رکھا جاتا اور گھر میں رکھے جانے والے گدھے وغیرہ"۔(7)
تحقیقی جائزہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کے سببِ ورود سے درج ذیل دو امور واضح ہوتے ہیں:
حکم میں عموم کی وجہ سے پینے والی حرام اشیاء کی بیع حرام ہے تو کھانے والی حرام اشیاء بھی اس حکم کے تابع ہوں گی۔
شراب کی طرح جن حرام چیزوں کی منفعت صرف کھانا پینا ہو ان کی بیع حرام ہے اگر کھانے پینے کے علاوہ ان کی منفعت ہے تو ان منافع کے لیے بیع جائز ہو گی۔

---

[4]- Abū al-Faḍl ʻIyāḍ ibn Mūsā al-Yaḥṣubī, Ikmāl al-Muʻallim bi-Fawā'id Muslim (al-Manṣūrah: Dār al-Wafā' li aṭ-Ṭibāʻah, 1998 AD). 249/5.

[5]- Abū al-Faḍl ʻIyāḍ ibn Mūsā al-Yaḥṣubī, Ikmāl al-Muʻallim bi-Fawā'id Muslim, 249/5.

[6]- Muḥammad ibn ʻAlī ibn Ādam ibn Mūsā, Dakhīrat al-ʻUqbā fī Sharḥ al-Mujtabā (Riyāḍ: Dār al-Miʻrāj ad-Dawliyya, 1996 AD).107/40

[7]- Abū al-Faḍl ʻIyāḍ ibn Mūsā al-Yaḥṣubī, Ikmāl al-Muʻallim bi-Fawā'id Muslim (al-Manṣūrah: Dār al-Wafā' li aṭ-Ṭibāʻah, 1998 AD). 249/5.

سببِ ورود کا اثر:

فقہی مستدل پر سببِ ورود کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہ مفہوم ہو رہا تھا کہ یہ حکم صرف پینے والی اشیاء کے متعلق ہی ہے، نیز پینے والی اشیاء میں بھی عموم ہے کہ پینے والی جن جن چیزوں کا پینا حرام ہے ان سب کی بیع حرام ہے لیکن جب حدیث کو سببِ ورود کے ساتھ ملا کر سمجھا تو واضح ہوا کہ اس فرمان گرامی کا مقتضاء پینے والی اشیاء کے ساتھ ساتھ کھانے والی اشیاء بھی ہیں۔ مزید بر آں یہ حکم عام بھی نہیں بلکہ خاص ہے کیونکہ کھانے اور پینے والی اشیاء سے بھی مراد وہ اشیاء ہیں جن کی منفعت محض کھانا اور پینا ہی ہو لیکن اگر ان کی منفعت اس کے علاوہ ہو گی تو بھی اس کو خریدنا اور بیچنا جائز ہو گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حدیث رسول ﷺ کے فقہی مستدل پر سببِ ورود حدیث کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ:

عصرِ حاضر میں الکحل اور اس جیسی چیزوں کی منفعت اکل و شرب کے دائرے سے بڑھ چکی ہیں۔ یعنی یہ صرف پینے کے کام ہی نہیں آتیں بلکہ ان کے دیگر استعمالات بھی موجود ہیں۔ اگر فقہاء کی نظر میں وہاں ان کا استعمال جائز ہو تو مندرجہ بالا اصول کے مطابق جب اس کی اکل و شرب کے علاوہ بھی ایک منفعت موجود ہو گی تب اس مقصد کے لیے ان کی بیع کرنا جائز قرار پائے گا۔

اسی طرح چڑیا گھر کے مالکان کا پالتو شیر وغیرہ کے لیے مردار جانور خریدنا بھی جائز ہو گا کیونکہ اکلِ حلال کے مکلف صرف انسان ہیں جانور نہیں۔ لہٰذا جب انسانی اکل و شرب کی ضرورت کے علاوہ مردار میں منفعت موجود ہے تو اس کی بیع بھی مندرجہ بالا سبب ورود حدیث کی روشنی میں جائز ہو گی۔

حدیث نمبر ۲:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّمَا البيع عَن تراضٍ "(8) بیع تو باہم رضامندی سے ہوتی ہے۔

حدیث کا سببِ ورود:

اس حدیث کا سببِ ورود حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی جو اور کھجور کے تیس بوروں کے ساتھ آیا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے مقدار والا مد ایک درہم میں فروخت کیا۔ اور ان دنوں لوگوں کے پاس کھانا نہیں تھا۔ اور لوگوں کو بہت بھوک پہنچ چکی تھی وہ کھانے کے لیے کچھ نہ پاتے تھے۔ اور لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کرنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے مل لوں گا اس سے پہلے کہ وہ تم میں سے کسی کے مال سے کسی کو کچھ عطا فرمائے۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ طعن نہ کرو، چیزوں کے ریٹ نہ بڑھاؤ، باہم حسد نہ کرو، اور کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، اور (آنے والے سامان سے) کچھ بیع کے ذریعہ سے حاصل نہ کرو یہاں تک کہ وہ تمہارے بازار میں پہنچ آئے، اور کوئی شہری دیہاتی سے نہ

---

8 -Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Qazwīnī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Abwāb at-Tijārāt, Ḥadīth No. 2185, (Riyāḍ: Dār as-Salām li an-Nashr wa at-Tawzīʿ, 1420 AH / 1999 AD), 313.

خریدے "وَ اِنَّمَا البیع عَن تراضٍ " اور بیع باہم رضا مندی سے ہی ہوتی ہے، اورا ے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ"۔(9)

فقہی متدل پر سببِ ورود کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:

حدیث کا یہ جملہ سبب ورود کے بغیر ایک ہی وقت میں دو الگ الگ مفہوموں کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ایک تو اسی طرح جو ظاہر الفاظ سے واضح ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو اس طرح مجبور کرے کہ اسے جان سے مارنے سے کی دھمکی دے، اس کو قید کر دے یا ایسی کوئی اور صورت اختیار کر کے بیع پکی کر لے جبکہ مجبور شخص یہ بیع نہ کرنا چاہتا ہو یا جسے مجبور کر کے اس سے جس قیمت پر بیع کرائی جارہی ہو وہ اس پر راضی نہ ہو۔

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص خریدنا یا بیچنا تو چاہتا ہے لیکن وہ چیز جس قیمت پر اسے بیچی یا اس سے خریدی جارہی ہو وہ اس پر راضی نہ ہو۔ مگر اس کے لیے اسے دوسری طرف سے مجبور نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ وہ اصلاً اپنے ہی حالات کی وجہ سے مجبور ہو اور فریق ثانی اس کے ان حالات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو۔ تو اس صورت میں حکم بدل جائے گا۔ اس حدیث کے سبب ورود سے یہی دوسرا مفہوم مراد ہے۔ اگرچہ بیع میں باہمی رضامندی کا ہونا بھی شرط ہے مگر وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہو رہا۔

سبب ورود کے مرتب ہونے والے اثرات کی وضاحت سے پہلے مناسب ہے کہ بیع کی تعریف وشرائط واضح کیے جائیں تا کہ مقصود تحقیق واضح ہو سکے۔ لہٰذا بیع کی تعریف کنز الدقائق میں اس طرح لکھی ہے:

"**هو مبادلة المال بالمال بالتراضى**۔"(10) بیع باہمی رضامندی کے ساتھ مال کا مال سے تبادلہ کرنا ہے۔

بیع کے لیے پہلی شرط تو یہ ہے کہ دونوں طرف سے مال متقوم مقرر کیا گیا ہو۔ کیونکہ کسی عوض کے بغیر نفع حاصل کرنا ممنوع ہے۔ اور دوسری شرط یہ کہ اس بیع میں فریقین کی رضامندی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی کے لیے اکراہ ثابت ہو گیا تو بھی بیع واقع نہیں ہو گی۔ چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ابن نجیم المصری البحر الرائق میں لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ مجبور کی بیع فاسد موقوف ہے نہ کہ صرف موقوف بیع فضولی کی طرح، جس طرح مصنف کے کلام سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اور فخر الاسلام نے بیع کی تعریف کی ہے: کہ وہ لغت وشریعت میں مبادلہ ہے اور اس میں باہمی رضامندی کے مفہوم کو زیادہ کیا گیا ہے۔ اور اس کی تعریف فتح القدیر میں اس طرح وارد ہوئی ہے: کہ جب رضا موجود نہیں ہو گی تو اس کو لغت میں بیع کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ اسے غصب کہا جائے گا۔ اگرچہ اس کی جگہ کوئی دوسری چیز اسے دے دے"۔(11)

جب حدیث کے ساتھ اس کے سببِ ورود کا مطالعہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو بیع اس فرمان کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے تھی وہ دوسرے مفہوم میں شامل ہے۔ لوگ ذاتی حالات سے مجبور تھے۔ بیچنے والا انہیں زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے مجبور نہیں کر رہا تھا۔ لیکن وہ لوگ ذاتی طور پر کچھ اور موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس سے اسی قیمت پر وصول کرنے کے لیے مجبور تھے۔ تو اس صورت

9- Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Qazwīnī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Abwāb at-Tijārāt, Ḥadīth No. 2185.

10- Abū al-Barakāt ʿAbdullāh ibn Aḥmad an-Nasafī, Kanz ad-Daqā'iq (al-Madīnah al-Munawwarah: Dār al-Bashā'ir al-Islāmiyya & Dār as-Sirāj, 1432 AH / 2011 AD), Kitāb al-Buyūʿ, 406.

11- Zayn ad-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, Al-Baḥr ar-Rā'iq Sharḥ Kanz ad-Daqā'iq (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1418 AH / 1997 AD), 431/5.

میں رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کا منافع نہ حرام قرار دیا اور نہ ہی اس بیع کو فاسد قرار دیا ہے۔ اگر یہ منافع ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں ضرور فرماتے اور مسلمانوں کو اس سے منع فرماتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ البتہ آپ ﷺ نے اس فرمان سے ایک اخلاقی پہلو کی طرف راہنمائی فرمادی کہ کوئی شخص لوگوں کو مجبور دیکھ کر ان کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائے۔ نیز اس میں کسی کے ہاتھوں یرغمال ہونے اور اس کی زیادہ منافع خوری سے بچنے کی مزید کچھ ہدایات بھی عطا فرمادیں۔

سببِ ورود کا اثر:

حدیث کے الفاظ (بیع باہمی رضامندی سے ہی ہوتا ہے) سے تو یہی مفہوم واضح ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ نے باہمی رضامندی کو شرط قرار دیتے ہوئے اس کے بغیر کی جانے والی بیع کو ناجائز قرار دیا ہے۔ جبکہ سبب ورود جاننے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد اس لئے فرمایا تھا کہ صحابہ نے اس تاجر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا وہ تمہیں زبردستی تو نہیں دے رہا تم اپنی رضا اور رغبت سے ہی خرید رہے ہو اس لئے شکایت کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہاں اگر تم اس کی زیادہ منافع خودی سے بچنا چاہتے ہو تو پھر ان ہدایات پر عمل کرو۔ اگرچہ بیع میں باہمی رضامندی شرط ہے مگر اس حدیث سے وہ مستدل نہیں ہے۔

معلوم ہوا احدیث کے معنی و مفہوم کو متعین کرنے اور اچھی طرح واضح کرنے کے لیے سببِ ورود کو جاننا ضروری ہے نیز سبب ورود کے فقہی مستدل پر گہرے اثرات پڑتے ہیں جیسا کہ درج بالا روایت سے واضح ہو چکا ہے کہ سبب ورود کی روشنی میں ہی درست فقہی استدلال ممکن ہو سکتا ہے۔

عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ:

دورِ حاضر میں جو لوگ مشکل اور تنگی کے دنوں میں اشیاء کی قیمتیں بڑھا کر لوگوں کو نقصان دیتے ہیں ان کے لیے اس حدیث میں بہت بڑی راہنمائی ہے۔ گویا کہ وہ بیع کر ہی نہیں رہے ہوتے وہ ایسے ہیں جیسے غاصب ہوں۔ اگرچہ وہ اس طرح مال جمع کر کے اس کے مالک بن جاتے ہیں لیکن ان کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ نیز مشاہدہ سے اظہر من الشمس ہے کہ جب کسی چیز کا اس کے مہنگا ہونے کی وجہ سے بائیکاٹ کیا جاتا ہے تو مارکیٹ میں اس کی طلب کم ہو جانے کے باعث اسکا ریٹ کم ہو جاتا ہے۔ دور حاضر کے اس عمل کی اصل بھی یہی حدیث ہے۔

حدیث نمبر ۳:

لَا ، هُوَ حرَام نہیں وہ حرام ہے۔

خمر وغیرہ کی بیع حرام ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مردار کی چربی کے متعلق سوال کیا گیا تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مکمل سوال و جواب درج کیا ہے:

"(صحابہ کرام کی طرف سے) عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ مردوں کی چربی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کہ اس کو ہم اپنی کشتیوں پر ملتے ہیں، اور اس کا تیل کھالوں پر لگایا جاتا ہے، اور لوگ اس سے اپنے چراغ جلاتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ حرام ہے"۔(12)

[12]۔ Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2236 (Riyāḍ: Dār as-Salām li an-Nashr wa at-Tawzīʿ, 1417 AH / 1997 AD), 438.

حدیث کا سببِ ورود:

اس حدیث کا سببِ ورود امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "انہوں نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ آپ ﷺ مکہ میں ہی تھے: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خمر، مردہ، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیا ہے۔ تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ مردوں کی چربی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جواب دیا"(13)

فقہی مستدل پر سببِ ورود کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:

محدثین وفقہاء نے مذکورہ بالا سبب ورود کی روشنی میں مردار کی چربی کی بیع کو حرام جانا ہے۔ کیونکہ سببِ ورود کے ساتھ وضاحت ہو گئی ہے کہ جس چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ اس کی بیع ہے بعض مقاصد میں اس کے استعمال کو حرام نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

"اس حدیث مبارکہ کے اندر رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کیا گیا ہے: پہلی چیز کشتیوں کو مردار کی چربی سے پاکش کرنا، دوسری چیز اسے کھال پر لگانا اور تیسری چیز دیا جلانے کے لیے اسے استعمال کرنا۔ کہ یہ بھی کام مردے کی چربی سے ہوتے تھے۔ اور ان کا سوال اس کی بیع کے بارے میں ہے کہ ان کا گمان یہ تھا کہ وہ جائز ہو گی کیونکہ اس میں منافع موجود ہیں۔ جیسا کہ گھریلو گدھوں کی بیع جائز ہے کہ ان میں کچھ منافع موجود ہیں، اگرچہ ان کا کھانا حرام ہے، پس انہوں نے گمان کیا کہ مردار کی چربی بھی اس کی مثل ہے تو اس کی خرید و فروخت حلال ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں خبر دی کہ وہ اس طرح نہیں جیسا انہوں نے گمان کیا ہے۔ بے شک اس کی بیع اور ثمن حرام کیونکہ وہ نجاست ہے، وہ خون اور شراب کی مثل ہے کہ جن کی بیع اور کھانا دونوں حرام ہیں۔ پس اس سے دیے جلانا، کشتیوں اور کھالوں کو چپڑنا تو وہ اس کی بیع اور ثمن کھانے کے خلاف ہے۔ جب اس سے کسی چیز کو چپڑا جائے گا اسے اگر پانی سے یوں دھو لیا گیا جیسے کسی نجاست والی چیز کو دھویا جاتا ہے تو اسے پانی پاک کر دیتا ہے۔ عطا بن ابی رباح اور علماء میں سے ایک جماعت کا یہی قول ہے"۔(14)

اسی طرح ابن بطال لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کا جواب مردار کی چربی کی بیع کے سوال کے متعلق تھا نہ کہ چمڑے اور کشتی پر ملنے کے بارے"۔(15)

امام قسطلانی نے بھی اس حدیث کے سبب ورود کی روشنی میں بیع شحوم کو ہی حرام قرار دیا ہے نہ کہ اس کے استعمال کو لہٰذا انہوں نے حدیث میں موجود "هو" ضمیر کا مرجع بیع کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"(فقال) عليه الصلوة والسلام (لا) تبيعوها (هو) اى بيعها (حرام) لا الانتفاع بها"۔(16)

---

13 - Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2236, p: 438.

14 - Badr ad-Dīn al-ʿAynī, ʿUmdat al-Qārī Sharḥ al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ lil-Bukhārī (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1421 AH / 2001 AD), 78/12.

15 - ʿAlī ibn Khalaf ibn ʿAbd al-Malik Ibn Baṭṭāl, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Riyāḍ: Maktabat ar-Rashīd, 2003 AD), 361/6.

16 - Aḥmad ibn Muḥammad al-Qasṭalānī, Irshād as-Sārī li Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Miṣr: al-Kubrā al-Amīriyya, 1323 AH), 114/4.

خلاصہ بحث یہ ہے کہ سببِ ورود سے فقہاء و محدثین نے یہی استدلال کیا ہے کہ مردار کی چربی کی بیع کو حرام کیا گیا ہے مگر بعض امور میں اس کا استعمال جائز رکھا گیا ہے۔

سببِ ورود کا اثر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے مردار کی چربی کے بارے میں سوال کیا۔ اور اس کے تین استعمالات عرض کیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: نہیں، وہ حرام ہے۔

اس فرمان رسالت سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ اس کو کسی طرح بھی کسی استعمال میں لے آنا حرام ہے۔ لیکن جب سببِ ورود کو پڑھا گیا تو اس سے مفہوم واضح ہو گیا کہ یہ حکم مردار جانور کی چربی کی بیع کے بارے میں ہے نہ کہ اس کے استعمال کے بارے میں۔ کیونکہ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے چند حرام چیزوں کی بیع کا تذکرہ کیا۔ اور آپ ﷺ کے اس ذکر کرنے کے سبب ہی لوگوں نے سوال کیا کہ مردار کی چربی کی بیع کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ تو اسی سبب پر آپ ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ نہیں اس کی بھی بیع حرام ہے۔ تو سببِ ورود سے ظاہر ہوا ہے کہ یہ حکم مردے کی چربی کی بیع کے بارے میں ہے۔ اس کا استعمال حرام نہیں ہے۔

عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ:

خنزیر تو نجس العین ہونے کی وجہ سے اس کی زندہ یا مردہ کی چربی یا اس میں سے کچھ بھی کسی مقصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا عصر حاضر میں خنزیر کی چربی سے کوئی مصنوعات تیار کی جائیں گی تو وہ قطعاً حرام ہوں گی۔ اسی طرح وہ چیزیں کہ جن کا استعمال ان معاملات میں ہو کہ جہاں طہارت شرط ہے جیسے نہانے کے لیے صابن وغیرہ تو وہاں مردے کی چربی کا استعمال جائز نہیں ہو گا۔ لیکن جس جگہ استعمال کے لیے طہارت کی شرط نہ ہو جیسے سوال میں موجود تین چیزیں ہیں یا یہ کہ وہاں اس کے استعمال کے بعد اس کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہو تو پھر ان کا استعمال جائز ہو گا۔ اسی طرح موم بتی جیسی اشیاء میں بھی اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں کیونکہ موم بتی کے استعمال کے لیے طہارت شرط نہیں۔

حدیث نمبر ۴:

امام ترمذی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"**لَا تَبِع مَا لَیس عِندَک**۔"(17) جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کر۔

ایک دوسری روایت میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے:

"**نهانی رسول اللهﷺ ان ابیع ما لیس عندی**۔"(18) رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کی بیع سے منع فرمایا ہے کہ جو چیز میرے پاس نہ ہو۔

17- Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1232 (Riyāḍ: Dār as-Salām li an-Nashr wa at-Tawzīʿ, 1421 AH / 2000 AD), 300.

18- Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1232, P: 300.

حدیث کا سببِ ورود:

اس کا سببِ ورود امام ترمذی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے درج ذیل بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:
"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اسے ایسی چیز کی بیع کر دوں کہ جو میرے پاس نہیں تھی، کہ میں اس کے لیے بازار سے خریدوں پھر اسے بیچ دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کو فروخت نہ کر"۔(19)

فقہی مستدل پر سببِ ورود کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:

اس فرمان میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ یہ حکم عام ہے یا خاص، دائمی ہے یا عارضی، مطلق ہے یا مقید؟ نیز یہ حکم معدوم کی بیع کے لئے ہے یا پھر بیع سلم کو بھی شامل ہے؟ اگر اس حدیث کے سببِ ورود کو نظر انداز کر کے فقہی استدلال کرتے ہوئے معدوم کی بیع علی الاطلاق ناجائز قرار دی جائے تو یہ خطا ہو گی کیونکہ بیع سلم میں بھی بیع معدوم ہوتی ہے جبکہ وہ بالاتفاق جائز ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**من اسلم منکم فلیسلم فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم**"(20)(تم میں سے جو بیع سلم کرے تو اس میں سلم کرے جس کا کیل معلوم ہو، وزن معلوم ہو اور مدت معلوم ہو۔) لہٰذا فرمان رسول ﷺ کے ساتھ جب اسبابِ ورود کو ملا کر دیکھا تو سببِ ورود کے انداز تکلم، رفتار تکلم اور علی الاطلاق سوال سے واضح معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حکم اور بیع سلم کے حکم میں فرق ہے۔ کیونکہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو جس بیع سے منع کیا وہ وہ بیع ہے جس میں عین مبیع مفقود ہے اور اس کے اوصاف بھی مذکور نہیں اس کی مدت بھی مذکور نہیں، پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ مشتری کو جس صفت کی چیز مطلوب ہے وہ بائع کو بازار سے مل بھی پائے گی یا نہیں، بائع کے بازار سے خرید کر دینے کے عاقدین کا اس پر اتفاق بھی ہو پائے گا یا نہیں۔ لہٰذا اس مجہول الصفات مفقود بیع سے آپ ﷺ نے منع فرمایا جبکہ بیع سلم میں مبیع معدوم ہوتی مگر اس کے اوصاف مذکور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عاقدین میں کسی طرح کے نزاع کا خدشہ نہیں اس لیے اس کی اجازت دے دی۔ جیسا کہ امام بغوی لکھتے ہیں: "یہ ممانعت اس بیع میں ہے جس کا عین معدوم ہو لیکن جس کے اوصاف معلوم ہوں تو وہ جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ (مشتری) کسی چیز کی بیع سلم کرے معلوم مدت تک"۔(21)
سببِ ورود کو جاننے کے بعد یہ علم حاصل ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی ممانعت کا تعلق بیع معدوم سے ہے نہ کہ بیع سلم سے۔ "**لَا تَبِع مَا لَیس عِندَک**" کی تشریح میں امام ترمذی نے اسحق بن راہویہ کا قول نقل کیا ہے: "یعنی جس چیز پر تیرا قبضہ نہیں ہے"۔(22)
جب تک انسان کسی چیز پر مکمل قبضہ نہیں کر لیتا تب تک وہ اس کا مالک نہیں بنتا اس لئے وہ اس کی بیع کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ بیع کا حق اسی کے پاس ہے کہ جو مالک ہو اور اسی چیز کی بیع کا حق حاصل ہوتا ہے جس کا وہ مالک ہو۔ امام ابن الہمام الحنفی فرماتے ہیں:
"ملکیت کے ثابت نہ ہونے کی صورت میں بیع جائز نہیں ہے"۔(23)

---

19 - Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1232, P: 300.

20 - Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No. 2240, 85/3.

21 - Abū Muḥammad Ḥusayn ibn Masʿūd al-Baghawī, Sharḥ as-Sunnah (Damascus: al-Maktab al-Islāmī, n.d.), 85/8.

22 - Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1234, P: 300.

پس جب ملکیت ثابت نہیں ہو گی تب تک وہ چیز اس کے حق میں معدوم رہے گی اور جب تک معدوم ہو گی تب تک اس کی بیع درست نہیں ہو گی۔ اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ امام بدرالدین عینی نے ذکر کیا ہے:

"لا خلاف فيه بين الائمة الاربعة۔"(24)

اس بات میں ائمہ اربعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تو یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی چیز کی بیع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کی ملکیت حاصل کر کے اس پر قبضہ ثابت کیا جائے۔ تو اس کی بیع جائز ہو گی اگر وہ معدوم ہوئی تو اس کی بیع جائز نہیں ہو گی۔ پس معلوم ہوا کہ فقہی مستدلات میں اسبابِ ورود حدیث کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اسباب سے ہی کسی حکم کی تطلیق و تقیید، عموم و خصوص کا ادراک ہو سکتا ہے۔

سببِ ورود کا اثر:

سببِ ورود کے بغیر یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ہر طرح کی بیع معدوم ہر حال میں ناجائز ہے لیکن جب سببِ ورود کو دیکھا تو اس کا یہ اثر معلوم ہوا کہ اس فرمان کا تعلق صرف اس بیع معدوم کے متعلق ہے جس کے اوصاف معلوم نہ ہوں مگر جس کے اوصاف متعلقہ معلوم ہوں جس طرح بیع سلم میں معلوم ہوتے ہیں تو وہ بیع جائز ہو گی۔

عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ:

اس حدیث کے سببِ ورود سے مستنبط ہونے والے مسائل کا عصر حاضر کے مسائل پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً دور جدید میں اکثر اوقات لوگ مختلف چیزوں کی بیع اس طرح کرتے ہیں کہ ان کی چیزیں گھروں میں، مارکیٹ میں یا کہیں اور موجود ہوتی ہیں لیکن وہ کسی دوسری جگہ بیٹھ کر بذریعہ فون اس کی بیع کر دیتے ہیں۔ تو یہ بیع درست ہے، کیونکہ وہ چیز اگرچہ ان کے پاس موجود نہیں ہوتی لیکن وہ ان کی ملکیت و قبضہ میں ہوتی ہے۔ اور حدیث کی اصل مراد یہی ہے جیسا کہ سببِ ورود سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح عصر حاضر ڈیجیٹل مارکیٹنگ کا ہے جس میں خرید و فروخت کے طریقے بالمشافہ خرید و فروخت سے یکسر مختلف ہیں۔ اس لئے ان کے قبضہ کرنے، مجلس متحد ہونے یا مبیع کے موجود ہونے وغیرہ احکام بھی بالمشافہ بیع سے مختلف ہوں گے۔ صرف تصویر دیکھ کر چھوئے یا ذائقہ چکھے بغیر کسی چیز کو پسند کرنا اور اس کا آرڈر کر دینا پھر اس پر ڈیجیٹل قبضہ کر کے اسے کسی اور شخص کو فروخت کر دینا وغیرہ ڈیجیٹل مارکیٹنگ میں جائز ہے۔ کیونکہ ان سب صورتوں کے بالمشافہ بیع جیسے احکام نہیں ہوں گے۔ ڈیجیٹل قبضہ اور بالمشافہ قبضہ قبضہ دو مختلف شکلوں کا ہو گا۔ البتہ جواز میں دونوں کا حکم یکساں ہو گا۔ یہ مسائل سبب ورود حدیث اور اس کے تحقیقی مطالعہ لینے سے مستفاد ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر ۵:

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعه حَتّٰى يَقْبِضَه

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

23 - Kamāl ad-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid Ibn al-Humām, Fatḥ al-Qadīr Sharḥ al-Hidāyah, Kitāb al-Buyūʿ(Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1424 AH / 2003 AD), p. 375/5.

24 - Badr ad-Dīn al-ʿAynī, Al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah, Kitāb al-Buyūʿ(Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1420 AH / 2000 AD), 146/8.

"مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ۔"(25) جو کوئی کھانا خریدے تو اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک کہ وہ اس پر قبضہ نہ کرے۔

اسی طرح ایک روایت طاوس سے امام بخاری نے روایت کی ہے:

"سمعت ابن عباس رضی الله عنہما یقول:اما الذی نهی عنه النبیﷺ فهو الطعام ان یباع حتی یقبض۔"(26) میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ جس چیز سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ کھانا ہے کہ اس پر قبضہ ثابت ہونے سے پہلے اسے بیچا نہ جائے۔

اس حوالہ سے ایک اور حدیث ہے کہ جسے امام نسائی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"لا تبعه حتی تقبضه " (27) اس چیز کو فروخت نہ کر یہاں تک کہ تو اس پر قبضہ اختیار کر لے۔

حدیث کا سببِ ورود:

امام نسائی کی روایت میں اس فرمان کا سببِ ورود درج ذیل ہے، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے صدقہ کے کھانے سے کھانا خریدا اور اس پر قبضہ حاصل کرنے سے پہلے، اس کو نفع کے ساتھ فروخت کر دیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ ساری بات ذکر کر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اس وقت تک نہ بیچ جب تک کہ تو اس پر قبضہ اختیار نہ کر لے"۔(28)

اس روایت سے اس فرمان کا سببِ ورود یہ ظاہر ہوا ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کھانے کی بیع کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے کا ہی ذکر کرتے ہوئے اس کے قبضہ سے پہلے اس کی بیع سے منع فرما دیا۔ اس کے سوا ایک اور روایت امام بخاری نے درج کی ہے، جسے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"لوگ اونچے بازار میں کھانے کی خرید و فروخت اس طرح کرتے تھے، کہ وہ اسے اسی کی جگہ پر رہتے ہوئے بیچ دیتے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرمایا کہ وہ کھانے کو اس کے جگہ پر ہی بیچ دیں جب تک کہ اسے منتقل نہ کر دیں"۔(29)

اس روایت سے واضح ہوا ہے کہ لوگوں کا عام طور پر اس طرح سے کھانے کی بیع کرنا اس فرمان کے وارد ہونے کا سبب تھا۔ کیونکہ وہاں کھانے کی بیع اس طرح کی جاتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمادیا ہے ورنہ قبضہ اور ملکیت کے بغیر کسی بھی چیز کی بیع جائز نہیں ہے۔

---

25. Badr ad-Dīn al-ʿAynī, Al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah, 146/8.

26. Badr ad-Dīn al-ʿAynī, Al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah, 2135.

27. Aḥmad ibn Shuʿayb an-Nasāʾī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 4607 (Riyāḍ: Dār as-Salām li an-Nashr wa at-Tawzīʿ, 1421 AH / 2000 AD), 634.

28. Aḥmad ibn Shuʿayb an-Nasāʾī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No. 4607, P: 634.

29. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No. 2167, P: 426.

فقہی مستدل پر سببِ ورود کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:

قرآن وحدیث کی تعلیمات سے فقہاء کا جو استدلال ہے وہ یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے بیع کرنا صرف کھانے میں ہی ممنوع نہیں ہے بلکہ ہر ایک چیز میں یہی حکم ہے کہ جب تک قبضہ ثابت نہیں ہوگا بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ موقف سببِ ورود کی معرفت سے اختیار کیا گیا ہے کہ جس حدیث میں صرف کھانے کا ذکر ہے درحقیت وہ کھانے کے سوال کے جواب میں فرمایا گیا ہے ورنہ کھانے کا ذکر کرنا حکم کو اس کے ساتھ خاص کرنے کے لیے نہیں ہے۔ طاوس سے امام بخاری نے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں:

"قال ابن عباس :ولا احسب كل شیء الا مثله۔"(30) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ میں ہر چیز کو اسی کی مثل ہی گمان کرتا ہوں۔

امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مندرجہ بالا قول ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے:

"قال ابن عباس : فاحسب ان كل شیء بمنزلة الطعام۔"(31) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ میں تو یہی گمان کرتا ہوں کہ ہر ایک چیز کھانے کے حساب سے ہی ہے۔

کہ جس طرح کھانے کی بیع قبضہ ثابت ہونے سے پہلے ممنوع قرار دی گئی ہے اسی طرح ہر ایک چیز کی بیع قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہے۔ یہ حکم صرف کھانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اس حکم کو خصوصیت سے عمومیت کی طرف سببِ ورود کے ساتھ ہی لے جایا گیا ہے۔ امام ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان درج کیا ہے:

" لَا تَبِعْ مَا لَيس عِندَک۔"(32) جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کر۔

اس فرمان میں عمومیت ہے۔ تو یہ فرمان اسی موقف کو ثابت کرتا ہے کہ قبضہ ثابت ہونے سے پہلے کسی بھی چیز کی بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ صرف کھانے کے لیے خاص حکم نہیں ہے۔ اور یہی تمام ائمہ کا موقف ہے۔

اسحٰق بن راہویہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ حکم ان چیزوں کے ساتھ خاص ہے کہ جو کیلی اور موزونی ہیں۔ امام ترمذی ان کا قول درج کرتے ہیں:

"قال اسحق : فی كل ما يكال او يوزن۔"(33) اسحٰق نے کہا ہے: کہ یہ حکم اس چیز میں ثابت ہے کہ جو ماپی جاتی ہے یا وزن کی جاتی ہے۔

جن فقہاء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ہر ایک چیز میں اس کا قبضہ ثابت ہونے سے پہلے بیع کرنے کی اجازت نہیں ہے ان کے موقف کی تائید سببِ ورود سے ہوتی ہے اور خصوصی طور پر حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے مروی درج بالا حدیث مبارکہ بھی ان کے موقف پر مضبوط دلیل ہے کہ اس میں کسی چیز کی تخصیص نہیں ہے بلکہ حکم کو عمومی رکھا گیا ہے۔

30- Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2135, P: 421

31- Aḥmad ibn Shuʿayb an-Nasāʾī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 4604, P: 633.

32- Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1234, P:300.

33- Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No.1234, P: 300.

سببِ ورود کا اثر:

سببِ ورود کے بغیر مندرجہ بالا حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ شاید صرف کھانے کی چیزوں میں قبضہ پانے سے پہلے بیع کی ممانعت ہے۔ لیکن سببِ ورود کے بعد معلوم ہوا کہ اس حکم میں کھانے کی تخصیص محض اتفاقی ہے کیونکہ پس منظر کھانے کا تھا ورنہ یہ حکم ہر معدوم چیز کی بیع کے بارے عام ہے۔

معلوم ہوا کہ احادیث کو ان کے اسباب کے ساتھ ملا کر فقہی استدلال کیا جائے تو درست مسائل کی طرف راہنمائی ملتی ہے اور مقصود رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو پایا جاسکتا ہے۔ نیز غلطی کا بہت کم امکان رہتا ہے۔ لہٰذا سبب ورود کے مستدلات فقہیہ کے اثرات مرتب ہونا اظہر من الشمس ہے۔

عصری مسائل پر سببِ ورود کے اثرات کا اطلاقی جائزہ:

عصر حاضر میں بڑے بیوپاریوں کے ہاں اکثر بیوع اس طرح ہوتی ہیں کہ وہ ایک چیز کو خرید کرتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی اس کو آگے فروخت کر دیتے ہیں۔ اس طرح ایک چیز ایک ہی مقام پر رہتے ہوئے یا منڈی سے روانہ ہونے کے بعد منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے پہلے کئی لوگوں کی ملکیت میں بدل چکی ہوتی ہے۔ اور اس دوران ان میں کسی کا کچھ خرچ نہیں ہوتا اور گویا کہ وہ بغیر کسی عوض کے نفع کمارہے ہوتے ہیں۔ تو درج بالا احادیث اور مکمل وضاحت کے سبب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ایسی بیوع جائز نہیں ہیں۔ بیع کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز کو خرید کرے تو پہلے اس پر قبضہ کرے پھر اس کی آگے بیع کرے۔ کیونکہ عموما ایسا ہوتا ہے کہ وہ مبیع جب آخری خریدار تک پہنچتی ہے اور وہ اسے دیکھتا ہے، سنبھالتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دھوکہ ہو گیا، فراڈ ہو گیا۔ اس چیز کی تعداد یا وزن کم ہے یا اس چیز کی کوالٹی وہ نہیں ہے جو بتائی گئی تھی وغیرہ۔ اسی طرح کئی خرابیوں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ البتہ اگر جدید سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے جہاں مبیع موجود ہے وہیں کسی کو اپنا وکیل مقرر لیا جائے جو اس مبیع پر قبضہ کر لے اس طرح بیع تام ہو جائے گی پھر اسے آگے بھی بیچ دیا جائے تو یہ صورت جائز ہے اور اس صورت میں ممکنہ نقصان سے بھی بچا جاسکتا ہے۔ مگر دور حاضر میں مارکیٹ کے کاروباری اصول وضوابط میں شرعی رعایت کو کم دیکھا جاتا ہے منافع کی شرح پر زیادہ توجہ کی جاتی ہے جو کہ کئی خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔

اسی طرح بینک یا دیگر مالیاتی ادارے ایسا بھی کرتے ہیں کہ وہ کمپنیوں سے چیزیں خرید کر آگے لوگوں کو بیچ دیتے ہیں۔ کمپنی سے خرید کرنے والے وہ ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے ایک دوسری بیع کر دیتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر۶:

لَا تَبِيعُوا الثَّمرةَ حتى يَبدُوَ صلاحُها

پھلوں کی بیع کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ کئی صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"عن رسول الله ﷺ قال : لَا تَبِيعُوا الثَّمرةَ حتى يَبدُوَ صلاحُها۔ نهى البائع و المشترى۔"(34)

---

34. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Qazwīnī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2214, P: 317.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ پھل کو اس وقت تک نہ بیچو کہ جب تک وہ اچھی طرح ظاہر نہ ہو جائے۔ بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے بھی انہیں الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے:

"ان رسول اللهﷺ نهى عن بيع الثمرة حتى تزهو، و عن بيع العنب حتى يسود ، و عن بيع الحب حتى يشتد۔"(35) رسول اللہ ﷺ نے پھلوں سے بیع منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائیں، اور انگور کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو جائیں، اور غلہ کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی تھوڑے فرق کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"ان رسول اللهﷺ نهى عن بيع النخل حتى يزهو۔"(36) رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائے۔

ان روایات کو ائمہ ستہ میں سے امام ابو داود کے علاوہ بقیہ سب نے اپنی صحاح میں درج کیا ہے۔

حدیث کا سببِ ورود:

پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کو فروخت کرنے سے منع فرمانے کا سبب یہ ہے کہ پھلوں کو کوئی آفت پہنچے گی اور اس طرح جھگڑے پیدا ہوں گے۔ اس سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم فرمادیا کہ تم اس وقت تک پھلوں کی بیع ہی نہ کرو کہ جب تک وہ پک نہ جائیں۔ اس کے سببِ ورود کی تفصیلی خبر امام بخاری کی ایک روایت سے ملتی ہے کہ جسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ (درختوں پر ہی) پھلوں کی بیع کرتے تھے، پس جب لوگ انہیں توڑتے اور قیمتوں کا تقاضا حاضر ہوتا تو خریدار کہتا: کہ ان پھلوں کا بور تو پہلے ہی خراب ہو کر کالا پڑ گیا تھا، اس کو بیماری لگ گئی تھی، یہ سردی سے ٹھٹھر گیا تھا اور اس پر پھل بہت کم لگے ہیں، وہ اس طرح مختلف آفات کا ذکر کر کے بائع سے جھگڑتے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس طرح کے بکثرت مقدمات آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس وقت تک پھلوں کو فروخت نہ کرو جب تک کہ ان کا پکنا ظاہر نہ ہو جائے۔ مشورہ کے طور پر آپ ﷺ نے یہ فرمایا ان کے جھگڑوں کی کثرت کی وجہ سے۔۔(37)

اس حدیث مبارکہ میں سببِ ورود کا بیان بڑی وضاحت سے آگیا ہے جس کے لیے مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ بیع جھگڑوں کا باعث بنتی تھی اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

---

[35]- Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Qazwīnī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2217, P: 317.

[36]- Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 1226, P: 399.

[37]- Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 2193, P: 430

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ان رسول اللهﷺ نهى عن بيع السنبل حتى يبيض و يامن العاهة ، نهى البائع و المشترى"۔(38) رسول اللہ ﷺ نے گیہوں وغیرہ کو سفید ہونے اور آفات سے محفوظ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا۔

فقہی مستدل پر سببِ ورود کے اثر کا تحقیقی جائزہ:

پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنے کے مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا موقف ہے کہ یہ بیع مکروہ ہے جسے امام ترمذی بیان کرتے ہیں:

"و العمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبیﷺ و غيرهم۔ كرهوا بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها ، و هو قول الشافعى و احمد و اسحٰق۔"(39) اصحابِ رسول ﷺ اور ان کے علاوہ اہل علم حضرات کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔ انہوں نے پھلوں کی بیع کو ان کے پختہ ہونے سے پہلے مکروہ جانا ہے۔ اور یہ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا قول ہے۔

احناف کا موقف علامہ مرغینانی نے ہدایہ میں درج ذیل بیان کیا ہے:

"و من باع ثمرة لم يبد صلاحها او قد بدا جاز البيع ، لانه مال متقوم اما لكونه منتفعا به فى الحال او فى الثانى، و قد قيل لا يجوز قبل ان يبدو صلاحها والاول اصح۔"(40)

جس نے ان پھلوں کو بیچا کہ جو پختہ نہیں ہوئے تھے یا کچھ پختہ ہو چکے تھے تو بیع جائز ہے، اس لیے کہ یہ مال متقوم ہے اس سے یا تو حال ہی میں نفع حاصل کیا جا سکتا ہے یا کسی دوسرے مقصد میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے پختہ ہونے سے قبل جائز نہیں ہے اور پہلا موقف زیادہ درست ہے۔)

دراصل سببِ ورود سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جھگڑوں سے بچنے کے لیے اس بیع سے منع فرمایا۔

مذکورہ اختلاف میں احناف کا موقف سببِ ورود کے زیادہ مطابق ہے۔ ان کے خلاف جنہوں نے موقف اختیار کیا ہے انہوں نے صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر توجہ دی ہے۔ اس کے سببِ ورود کی طرف توجہ نہیں دی۔ اور اس مسئلہ میں احناف کے موقف کو صرف سببِ ورود سے ہی تائید نہیں مل رہی بلکہ صحیح بخاری کی روایت میں ہی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو فرمایا یہ حکماً نہیں تھا بلکہ مشورہ کے طور پر تھا۔ یہ نکتہ سبب ورود حدیث کے ان الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے کہ "جب ایسے مقدمات کی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کثرت ہو گئی تو پھر آپ ﷺ نے پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنے سے منع فرمایا"۔ اگر یہ بیع حرام ہوتی تو پھر آپ ﷺ پہلے مقدمہ پر ہی اس سے منع فرما دیتے۔ کئی مقدمات میں اس سے منع نہ کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں یہ بیع حرام نہیں تھی۔

---

38 - Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ Ḥadīth No. 1227, p. 430

39 - Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, As-Sunan aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Ḥadīth No. 299.

40 - Burhān ad-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abū Bakr al-Marghīnānī, Al-Hidāyah, Kitāb al-Buyūʿ (Lahore: Maktabat Raḥmāniyya, n.d.), 27/3.

خلاصہ یہ ہے کہ جب پھلوں کا استعمال پکنے کی صورت میں ہو تو پھر انہیں پکنے کے بعد ہی بیچنا بہتر ہے اور اگر کچے استعمال ہونے ہیں تو پھر ظاہر ہے خریدار کچے پھلوں کا ہی مطالبہ کرے گا اور جب اسے کچے پھل ہی چاہییں تو اس کی ضرورت کو پکے پھل کیسے پورا سکتے ہیں؟ اس لئے اس کے لئے کچے پھل خریدنا و بیچنا جائز ہو گا۔ اس سے ممانعت استشاری ہے تشریعی نہیں۔

سببِ ورود کا اثر:

حدیث کے مضمون سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے حکما پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ منع وجوبی ہے، استحبابی ہے یا استشاری ہے۔ اس کے حوالہ سے حدیث کے الفاظ سے کوئی راہنمائی ملتی۔ لیکن سببِ ورود کا مطالعہ کرنے سے مکمل وضاحت حاصل ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان مشورہ کے طور پر تھا۔

مسائلِ حاضرہ پر سببِ ورود کے اثر کا اطلاقی جائزہ:

رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ جیسے درختوں پر موجود کچے پھلوں کی بیع کر لیتے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرما دیا۔ عصر حاضر کے لوگ بھی ویسے ہی بیع کر رہے ہیں۔ لہٰذا دور حاضر کے لوگوں کی طرف بھی رسول اللہ ﷺ کا وہی فرمان (لَا تَبِيعُوا الثَّمرۃ حتی یَبدُوَ صلاحُھا) متوجہ ہو گا۔ البتہ اس فرمان گرامی کی منشاء و مراد کی عملی صورتوں کے حکم میں وہی اختلاف ہو گا جو تحقیقی مطالعہ میں مفصلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی احناف کے نزدیک تو یہ جائز ہے اور امام شافعی و امام احمد کے نزدیک مکروہ ہو گی۔ لیکن کسی نے بھی اسے حرام نہیں کہا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ منع حرمت کے طور پر نہیں فرمایا بلکہ مشورۃً فرمایا ہے۔ اسی لیے اسے ناجائز میں سے شمار نہیں کیا گیا۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے اس کو مکروہ اس لئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منع تو وارد ہوا ہے۔ اس کی کوئی جدید صورت نہیں کہ اس پر اس کا اطلاق کیا جائے بلکہ یکساں حالت ہے۔ البتہ دورِ حاضر میں باغات کئی کئی سال تک بیچ دیے جاتے ہیں۔ یعنی ان کا وہ پھل جو پانچ یا دس سال بعد پیدا ہو گا اس کی بھی ابھی بیع کر دی جاتی ہے جسے بیع معدوم کہتے ہیں اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

خلاصہ کلام:

بیوع سے تعلق رکھنے والی مختلف احادیث کا تحقیقی و اطلاقی جائزہ لینے کے بعد یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ فقہی مستدلات پر اسباب ورود حدیث کے بہت ہی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بعض احادیث کے اسباب ورود سے مستدل حکم کی اصل نوعیت واضح ہوتی ہے کہ یہ حکم عام ہے یا خاص، مطلق ہے یا مقید، اسی طرح دائمی ہے یا عارضی وغیرہ بلکہ بعض احادیث کے تو نفسِ کلام کو بھی ان کے اسباب ورود کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ لہٰذا احادیث سے فقہی استدلال کرتے وقت احادیث کے اسباب ورود کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے ورنہ استدلالی غلطی کا قوی امکان رہتا ہے۔

نتائج و سفارشات:

۱۔ سببِ ورود کو سمجھے بغیر حدیث کے حکم کی نوعیت کی مکمل تفہیم ممکن نہیں، چاہے وہ حکم عمومی ہو یا خصوصی، دائمی ہو یا وقتی۔

۲۔ موجودہ دور میں، شرعی احکام کی صحیح تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اسباب ورود کو مد نظر رکھتے ہوئے نئے مسائل کا حل نکالا جائے، جیسے الکحل کے مختلف استعمالات اور مردار کے استعمالات کے حوالے سے شرعی رہنمائی۔

تجاویز :

ا۔ جدید مسائل کا حل نکالنے میں اسباب ورود کا اطلاقی جائزہ لیا جائے تا کہ مسائل کو شرعی احکام کی روشنی میں بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

۲۔ عصری فقہی مسائل پر کام کرنے والے محققین کو چاہیے کہ وہ قدیم روایات کو جدید تناظر میں سمجھنے کے لیے اسباب ورود کا خصوصی مطالعہ کریں۔